مطبوعات

(ادارہ)

کوئے ملامت: از محترمہ سلمیٰ یاسمین نجمی، ناشر: نیرنگِ خیال پبلیکیشنز، ۸۔ پی ایم اے ہاؤس، لیاقت روڈ، راولپنڈی۔ کاغذ، کتابت، طباعت مناسب۔ صفحات ۱۹۰۔ قیمت مجلد ایڈیشن ۸۰ روپے۔ ارزاں ایڈیشن دبیز رنگین سرورق کے ساتھ ۶۰ روپے۔

بہن سلمیٰ یاسمین نجمی اور ان کے گھرانے کو ہم برسوں پہلے سے جانتے تھے، مگر دور دور تک یہ گمان نہ تھا کہ یہ ایک دن سلمہ ستارہ بن کر ایسی نجمیت دکھائیں گی کہ اردو زبان کی یاسمین کا سر چکرا جائیگا۔ پہلے سے اگر معلوم نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ براونٹی سسٹرز (بدشگونی سے خدا بچائے) کی طرح تین بہنیں ہیں۔ ایک سلمیٰ، دوسری یاسمین، تیسری نجمی۔ مگر بات ایک میں تین کی ہے۔ یعنی ظاہر تین، باطن ایک!

انہوں نے ادب کو جو سرخاب کے پر اب تک لگائے ہیں "کوئے ملامت" ان میں سب سے اونچا ہے۔ جہاں حد سے زیادہ اپنایت ہوتی ہے وہاں تبصرہ نگاری گویا تلوار کی دھار پر چلنا ہوتا ہے۔ چل تو رہا ہوں، لیکن اگر کوئے ملامت کا کوئی مزاح پارہ یاد آگیا--- مثلاً چو بغلوں یا کلیوں کا قصہ، یا منگنی سے لے کر "خطرناک" رات تک کی داستان کا کوئی ٹکڑا، یا لندن میں انڈا بنانے کا قصہ، یا برقعے یا دوپٹے کے ساتھ چھچھوندر کے آچمٹنے پر اضطراب---- تو میں تلوار کی دھار سے گر پڑوں گا۔ یہ سب کچھ پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ کاش کہ آدمی ایسا ہی ہو۔ مگر ایسا آدمی کیونکر ہو۔ مصنّفہ کو تو امی نے لاڈ پیار ہی میں رکھا اور جب وہ گھر والی بنیں تو شوہر نے بھی ایسی ویسی ہر بات کو ناز و ادا کا مقام ہی دیا۔ اور پھر افسانے کی باتیں افسانے کی ہوتی ہیں۔ کاش کہ دنیا

حقیقت میں ایسی ہی ہوتی۔ یہی ہے کمالِ ادب کہ حقیقت کا من مانا عکس نظر آئے بلکہ برعکس بھی!

مجھے کرنل محمد خاں کے ان الفاظ کے بعد مزید کسی نقد و نظر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کرنل صاحب کہتے ہیں کہ "یہ کوئی ملامت نہیں' کوئی ظرافت ہے جو شہرِ شرافت سے گزرتے ہوئے خانۂ لطافت تک جا پہنچتا ہے۔"

میں نے نجمی صاحبہ کو بے تکلفانہ خط میں لکھا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی ہستی میں سے ایک اور سلمیٰ یاسمین نجمی برآمد کر لی ہے اور اسے ساری داستان کا کردار بنا دیا ہے' اس کردار کو آپ کہیں ہونق دکھاتی ہیں اور کہیں پیکرِ حکمت ------ اور وہ طرح طرح کے نکتے پیدا کر کے اپنے اردگرد کی کمزوریوں کو ایسے طریقے سے نمایاں کرتی ہیں کہ ہنساتی بھی جاتی ہیں۔ یوں دوسروں کو خوشی کے چند لمحات دینے کے لئے اپنے آپ کو قربانی کا بکرا بنانا بڑی مشکل گھاٹی ہے۔ ویسے یہ ساری بات میں نے اس طرح نہیں لکھی تھی بس زیبِ داستاں کے لئے کچھ اضافہ کر دیا ہے جو خط میں محذوف چھوڑ دیا تھا۔

المختصر کوئی ملامت طنز و مزاح کی صنف میں بالکل ایک نئے انداز کی کتاب ہے اور یہ تخریب کاروں' قاتلوں' ڈاکوؤں اور خیانت کاروں کے دکھی معاشرے میں کتنے ہی ہونٹوں کو تبسّم کے پھولوں سے سجا دے گی۔

------O------

وفاقی شرعی عدالت کا تاریخ ساز فیصلہ: مرتب : جناب ڈاکٹر سیّد اسعد گیلانی۔ اہتمامِ اشاعت: جمیعت اتحاد العلماء پاکستان' ملتان روڈ' لاہور۔ سفید کاغذ' رنگین سادہ سرورق۔ ۴۸ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔

پچھلے دنوں وفاقی شرعی عدالت' پاکستان کے سامنے ۵۶ ممتاز علماء کی طرف سے سود کے حرام ہونے کے بارے میں درخواست پیش کی گئی کہ عدالت فیصلہ دے کہ دستور' حکومت کے نظم اور بنکوں میں سود کا جو لین دین جاری ہے یہ خلافِ اسلام ہے۔ چنانچہ چیف جسٹس جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن' جناب جسٹس ڈاکٹر علامہ فدا محمد خان اور جناب جسٹس عبیداللہ خاں پر مشتمل فل بنچ نے ۱۴ نومبر کو بلا خوفِ لومتہ لائم سود اور سود در سود اور بنکوں کے سود اور تمام اشکالِ سود کے ناجائز' خلافِ اسلام اور اس لئے خلافِ دستور ہونے کا فیصلہ سنا دیا جو جنگ مؤرخہ ۱۵ نومبر (لاہور ایڈیشن) میں اس طرح شائع ہوا:

--- سود سے متعلق ۲۲ قوانین کالعدم قرار دے دیے گئے۔

--- وفاقی شرعی عدالت نے قرآن و سنّت کے منافی آئینی دفعات کو ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک اسلامی احکامات کے مطابق بنانے کی ہدایت کر دی۔ دوسری صورت میں تمام شقیں اگلے دن غیر مؤثر ہو جائیں گی۔

--- بنک کا سود ربٰو کے دائرے میں آتا ہے' اور ربٰو اپنی تمام صورتوں میں حرام ہے' مسئلہ لمبے عرصے سے حل طلب تھا' اس لئے سفارشات کا انتظار مناسب تصوّر نہیں کیا گیا۔

(وفاقی شرعی عدالت)

۱۱۹ شریعت درخواستوں اور ۳ سُود پرومونو نوٹسوں کو نمٹانے والے اس عدالتی فیصلے کی کچھ تفاصیل اس پمفلٹ میں ملیں گی۔

محترم جج صاحبان کے لئے خدا کے ہاں جو اجر اس فیصلے کا ہے' وہ اپنی جگہ' میری دانست میں وہ درخواست دہندگان' وکلا' علما' کلرک اور چپراسی تک جو سُود کی حرمت کا قانونی فیصلہ چاہتے تھے اور اس سلسلے میں عدالتی سرگرمیوں میں حصّہ دار تھے وہ بھی خدا کی رحمت سے اپنا اپنا حصّہ پائیں گے۔

------O------

مرقعِ جامعہ اردو: مرتّب' مرزا خلیل بیگ ودیگر اصحاب۔ ناشر جامعہ اردو' علی گڑھ۔ ملنے کا پتہ: سرسید بک ڈپو' جامعہ اردو' علی گڑھ۔ قیمت کا کوئی ذکر نہیں۔

جامعہ اردو کا قیام ۱۹۳۹ء میں عمل میں آیا' ۱۹۸۹ء میں اس کا پچاس سالہ جشنِ زریں منانے کا فیصلہ کیا گیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس جشنِ زریں کو جامۂ عمل پہناتے ہوئے جو تقریبات منائی گئیں اور جن شخصیتوں نے جامعہ کے اندر سے سرگرمیوں میں حصہ لیا اور جنہوں نے باہر سے آکر رونق افزائی کی (ان میں وزرا وعمائد شامل ہیں) ان سب کا تذکرہ اس باتصویر مرقع میں موجود ہے۔ تقاریر میں بعض اچھی اچھی باتیں ہیں۔ مثلاً وشوانا تھ پرتاپ سنگھ سابق وزیراعظم کی خوبصورت تقریر میں سے چند مختصر اقتباس:

(۱) "میں پوچھتا ہوں کہ ہندی اور اردو ٹکراؤ کی بات کہی گئی۔ میں اس سبھا میں کہتا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ یہ میں نے ہندی بولی یا اردو؟"

(۲) "اگر ملک محبت ہے تو صدیوں کے بعد یہ وراثت ہم کو ملی ہے۔ اس محبت کو توڑ کر کیا گھر بنا رہے ہیں؟ ہم نے گھر کے سب سامان یکجا کر لئے

ہیں مگر ہم ایک کنبہ نہیں بنا سکتے۔"

(۳) "مندر اور مسجد کو تو چونے اور گارے سے جوڑا جا سکتا ہے' لیکن اگر دل ٹوٹ گئے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسے چونے اور گارے سے ہم اس کو جوڑیں گے۔"

------○------

لالہ زارِ نعت: از لالہ' صحرائی' ناشر: مکتبۂ اہل قلم' پوسٹ بکس نمبر ۴۷۵ ملتان۔ ملنے کے تین پتوں میں سے ایک: المنار بک ڈپو' منصورہ' ملتان روڈ لاہور۔ صفحات ۲۴۸' سفید کاغذ' مجلد' قیمت ۱۵۰ روپے۔

ہمارے دوست لالہ' صحرائی کبھی کبھی نثر لکھتے تھے تو اسے شعر میں سوچتے تھے' مگر شاعری کی وادی میں مدتوں پہلے دو چار قدم چل کر کنارہ کش ہو گئے۔ بقول مشفق خواجہ یہ تو "ایک ادبی معجزہ" ہو گیا کہ لالہ' صحرائی کے صحرائے تخلیق میں یکایک شعر-- اور مسلسل شعر-- نعت کے پیرائے میں کسی ظاہری کدو کاوش کے بغیر اگنے لگے۔

میں نے ان اشعار یا نعتوں کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس کیا کہ یہ دل کی باتیں ہیں جو جذبوں کے پُل سے گذر کر وادیٔ شعر میں پہنچیں اور نطق نے پھولوں اور موتیوں جیسے الفاظ طشتوں میں رکھ کر پیش کئے' مگر وہ اپنے سادہ سے الفاظ اپنے ساتھ لائیں۔ میں نے بھی ایک مرتبہ کچھ اشعار کو عنوان دیا تھا' "نغماتِ دل"۔ سو اس وقت ہم لالہ' صحرائی کے نغمات سے حظ اندوز ہو رہے ہیں۔ ایک ایک دن میں کئی کئی نعتیں لکھنا اور چند ماہ میں سو سے زیادہ نعتوں کا مجموعہ تیار کر کے محفل میں پیش کر دینا خاصا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ آخر نبی اکرمؐ کی محبت کے بیج سے پھوٹنے والی شاعری کچھ رنگِ دگر رکھتی ہے۔ خود لالہ' صحرائی کا کہنا ہے کہ

> میں نے اپنی تقریباً تمام نعتیں بے اختیاری کے عالم میں لکھی ہیں ---اکثر الفاظ میرے قلب کی حقیقی واردات ہیں نہ کہ خیال کی جولانی یا الفاظ کی مینا کاری کا نتیجہ!

تتمہ کے عنوان سے چوبیتی ہے:

اک نعتِ مسلسل ہے مری روح پہ طاری
جب سے کہ ہوا ہوں میں فقط نعتیہ شاعر
یہ سب مری نعتیں ہیں اسی نعت کے ٹکڑے

اس نعت کا مقطع میں کہوں گا دمِ آخر

یہ مجموعہ "نسخۂ قرارِ جاں" کیوں قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ خالی خولی قصیدہ و مدحت کی بات نہیں بلکہ

مدحت بھی سعادت ہے، مگر رشتۂ طاعت
پیوند کرے گا مجھے آقا کے لِواؑ سے

مدحت سے کہیں بڑھ کے ہے طاعت کا فریضہ
آؤ کہ چلیں آقا کے ہم نقش قدم پر

ترجمان میں شعری مجموعوں کے تبصروں کا حق ادا نہیں ہو پاتا ہے، کیونکہ نہ تو منتخب اشعار پیش کرنے کے لئے جگہ ہوتی ہے اور نہ خاص خاص تاثرات کو بیان کیا جا سکتا ہے۔

کتاب کے شروع مین احمد ندیم قاسمی، مشفق خواجہ اور جناب صلاح الدین کے تقریظی مضامین ہیں۔ اوّل تو نعتوں کا مجموعہ ایسے تکلفات سے بالا تر ہے، دوسرے اپنے حالیہ انٹرویو جنگ (جس کا خلاصہ سامنے آیا ہے) میں احمد ندیم قاسمی صاحب کی جو تصویر سامنے آئی ہے اس نے تو ان کی شاندار انسان نوازی اور علمی برتری اور ادبی وسعتِ نظر کے متعلق ہمارے تمام حسنِ ظن ختم کر دیئے ہیں۔ اس شخص نے جس خوبصورتی سے اپنی حقیقت کو مستور رکھنے کے لئے طرزِ بیان، موضوعات اور نعت گوئی تک کے کمالات سے فائدہ اٹھایا ہے اس کے بعد مجموعہ ہائے نعت تک کے لئے اسی درگاہِ عالی میں حاضری دینا کہ وہ چار لفظ بطور سند لکھ دیں، توہینِ نعت و نبوت ہے۔ لالہ زارِ نعت لکھ کر یا پڑھ کر اس جانب دوستی کا قبلہ بنا رہے تو کوئی کیا کہے!

آئندہ ایڈیشن کو "لالہ زارِ نعت پر اک طائرانہ نظر" سے محفوظ ہی رکھیے تو اچھا ہے۔

------○------

وطن کا قرض: از قیصر قصری، نثار احمد زبیری، نورالعین نوید (مرحوم)۔ منتخب افسانوں کا مجموعہ۔ صفحات ۳۲۰۔ سفید کاغذ پر باریک لکھائی، جلد پر رنگین سرورق۔ قیمت ۱۰۰ روپے۔

نورالعین نوید دراصل اس ایوانِ ادبیات کے اصحابِ ثلاثہ کی روح و رواں تھے، جنھوں نے کتب و رسائل سے بے شمار افسانے جمع کئے، جن کی صفت سرورق پر یہ درج ہے کہ "وطن کی خوشبو میں ڈوبے ہوئے افسانے" مزید یہ کہ جو پاکستان سے محبت اور اس کے لئے کچھ کرنے کا

جذبہ رکھتے ہوں ...... مجموعی تاثر مثبت ہو' مایوسی یا بددلی پیدا نہ کرتا ہو۔

اس انتخاب کا دائرہ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۹۰ء تک کا زمانہ ہے۔ اور کسی گروہ بندی کا خاص لحاظ نہیں رکھا گیا۔ غلام عباس کا نام سب سے پہلے ہے' سعادت حسن منٹو بھی موجود' الطاف فاطمہ' احمد ندیم قاسمی' آثم مرزا' مسعود مفتی' غلام محمد' انتظار حسین' انور عنایت' غلام الثقلین نقوی اور دوسرے متعدد نام شریکِ مجموعہ ہے۔

مسعود مفتی کے افسانے میں بنگلہ دیش کے حالات کی بڑی حقیقت نگاری ہے' خصوصاً تعلیم کے راستے سے کس طرح نقب لگائی گئی۔ کاش کہ کوئی صاحب "بنگلہ دیش کے بننے میں نظامِ تعلیم کا حصہ" پر اس کی روشنی میں مضمون لکھیں' یا اسی کتاب کی متعلقہ عبارت کو نقل کرکے شائع کر دیں۔

ان افسانوں میں بعض کا تعلق ۱۹۴۷ء کی داستانِ خونیں سے ہے' بعض کا بنگلہ دیش کے سانحہ سے' بعض کا جہادِ ستمبر ۶۵ء سے اور بعض خود پاکستان کے اندر ہی نشوونما پاتے ہیں۔

لسانیت' صوبائیت اور زمین پرستی کے افتراق انگیز اور تصادم انگیز فاسد نظریات کے خلاف ان افسانوں میں بڑا لطیف مواد بھرا ہوا ہے۔

افسوس کہ ایوانِ ادب کے درویشوں سے ایک اس کتاب کی اشاعت کے بعد چل بسا' یعنی نورالعین نوید۔ خدا مغفرت کرے۔

------O------

درونِ روس: از حکیم محمد سعید صاحب ۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن پریس۔ ناظم آباد' کراچی ۷۴۶۰۰۔ عمدہ کاغذ و طباعت' نفیس جلد بندی' صفحات ۳۶۰' قیمت ۱۲۵ روپے۔

حکیم محمد سعید صاحب کے بیک وقت تگ و تاز کے کئی میدان ہیں جن میں ان کی قلمرانی کی تاخت و تاراج کا وسیع دائرہ بھی ہے اور پھر اس دائرے میں ایک اور دائرہ سفرنامہ نگاری کا ہے۔ سفرنامہ نگاری کے اس دور میں جبکہ اس شعبے کی رنگارنگ اصناف نمودار ہو چکی ہیں' کمال یہ ہے کہ حکیم صاحب کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ اسے آپ حکیمانہ انداز کہہ لیجئے' یا ہمدردانہ انداز یا سعیدانہ انداز۔ پھر رنگ ہے بہت مختلف۔ وہ سفر کرتے ہوئے ساتھ قارئین کو ذہنی سفر بھی کراتے ہیں' جغرافیے اور موسم کے علاوہ تاریخ سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ ضرورت پڑے تو سیاست کو بھی نہیں بخشتے۔ میوزیم اور عجائب گھروں اور مخطوطات اور لائبریریوں کے تو شیدائی ہیں۔

پھر شخصیات اور حلقہ ہائے تعارف کے قدرداں اور نئے رابطے پیدا کرنے کے ماہر۔

اپنی بیگم کے نام سے کتاب کو معنون کرنے کے لئے چند جملے لکھے۔ کتنے دلکش اور دردناک ہیں۔ مثلاً "ان بے چاری کے پاس محبت کے سوا تھا بھی کیا"۔۔ "میں نے مرحومہ کے لئے کیا کیا"۔۔ "نعمت بیگم میں شرمسار ہوں"۔ اعلیٰ شریف گھرانوں میں یہی ہوتا ہے کہ خاتونِ خانہ کی طرف سے اتنا ایثار ہوتا ہے کہ تنہا ہو جانے کے بعد مرد اسی احساس میں ڈوب جاتا ہے کہ "میں نے کیا کیا۔ میں شرمسار ہوں"۔

کتاب کے ساتھ مکتوب میں لکھا کہ ریگن گورباچوف ملاقات میں سرفہرست یہ نکتہ رہا ہے کہ کرۂ ارض پر مسلم طاقتوں کی بیداری اور عروج کی مساعی کو دبا دیا جائے۔ آخر میں لکھا ہے کہ اس کتاب سے میرا مقصد یہ ہے کہ (روس سے) خارجہ تعلقات کی استواری کی فکر کی جائے۔

پھر لکھا ہے کہ یہ خطرہ یہاں محسوس کیا جا رہا ہے کہ آج سے ۱۵، ۲۰ سال بعد مسلمان اکثریت میں ہو جائیں گے (ص ۴۱)۔ خیال رہے کہ آبادی کا تعلق ملکی اور بین الاقوامی سیاست سے بھی ہے۔ صرف روٹی سے نہیں۔

سفرِ روس ۱۹۸۹ء میں کیا گیا۔ ۱۹۹۰ء میں یہ کتاب لکھی گئی اور ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ حیرت ہوتی ہے کہ حکیم سعید صاحب نے ۱۹۸۹ء کے مطالعۂ روس ہی میں وہ انجام دیکھ لیا جو ۱۹۹۱ء میں سامنے آیا (ص ۴۷) نظریات لینن شکست کھا جائیں گے (ص ۴۸) اسلام کو "تہذیب ساز مذہب" کہہ کر اس کی تین صفات بتائی ہیں: (۱) انسان دوستی (۲) تہذیب سازی (۳) ہم زیستی۔ روسی وزارتِ خارجہ کے وی پیروف سے حکیم صاحب کی بہت مفصل گفتگو روس، افغانستان، پاکستان اور امریکہ کے موضوع پر ص ۸۷ سے شروع ہو کر چند صفحات تک جاتی ہے۔ روسی فوج کا حالِ زار (۹۳، ۹۴) پر ملاحظہ فرمائیے۔

اب سفرنامے کا دوسرا دریچہ کھولتے ہیں۔ البیرونی انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز تاشقند میں حکیم صاحب نے اچھا خاصا وقت گزارا۔ عمارت اور لائبریری کا قصہ تو بجائے خود دلچسپ ہے ایک لاکھ کتابوں کے ساتھ کوئی ۲۰ ہزار مخطوطات کا خزانہ محفوظ ہے۔ "میں ان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیا سلیقہ ہے۔ کیا علم کی قدر ہے، سبحان اللہ!" مالی مشکلات کے باوجود ان مخطوطات پر مبنی گیارہ سو کتابیں انسٹی ٹیوٹ چھاپ چکا ہے۔ دنیا میں کم و بیش ۳۰ لاکھ مخطوطات اسلامی علماء و حکماء کے بنیادی علمی کارناموں کے شاہد ہیں۔ "میں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر ۴۲ مسلم ممالک یہ فیصلہ کرلیں کہ وہ ہر سال کم از کم اپنے ۵۰ نوجوانوں کے لئے ڈاکٹریٹ کی تعلیم کا اہتمام کردیں

اور ایک ایک مخطوطہ ہر ایک کو ڈاکٹریٹ کے لئے حوالے کر دیں تو ہر سال سینکڑوں مخطوطات کے مشمولات سامنے آجائیں گے .... میری اس تجویز کا ذرہ برابر نوٹس نہیں لیا گیا۔" (ص ۱۹۳) صرف ترکی میں ۴ لاکھ مخطوطات موجود ہیں مگر ان سے استفادہ نہیں ہو رہا۔

پھر حکیم صاحب نے ۱۵ ویں صدی ہجری کا آغاز کھوکھلے جشنوں سے کرنے کے بجائے تجویزیں دیں مگر وہ بھی نہ چل سکیں۔ ایک تجویز یہ تھی کہ اسلام کی پہلے سے شائع شدہ اہم کتب میں سے ایک سو کا انتخاب کریں جو مختلف علوم و فنون کے متعلق ہوں اور دس بارہ اہلِ علم کو وظائف دے کر ان کے انگریزی ترجمہ کی مہم میں لگا دیں۔ منصوبہ "ایک سو کتابیں" کا کام شروع بھی ہوا مگر پھر ٹائیں ٹائیں فش!

جناب یہ قوم ٹھہراؤ اور جماؤ کے ساتھ کسی ٹھنڈے یا لمبے منصوبے پر کام کرنے کی اہل نہیں!

یہ تو دو ایک نمایاں باتیں سامنے آگئیں۔ حکیم صاحب تو قارئین کو سیر بہت کراتے ہیں' مناظر دکھاتے ہیں' ضیافتوں میں شریک کرتے ہیں جہاں کھانا تو نہیں ملتا' البتہ بہت سے تعارف اور بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

کتاب کا مقصدِ مضمر روس کے اشتراکی نظام کی شکست و ریخت سے پہلے یہ تھا کہ پاکستان کو روس کی جانب بھی تعلقات استوار کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اور اب جبکہ روس میں سیاسی و معاشی انہدام واقع ہوا ہے' ہمیں روس سے بھی خیر سگالی کی راہیں نکالنی چاہئیں اور علی الخصوص آزاد مسلم ریاستوں سے نہایت گہرے روابط استوار کرکے انہیں اسلام کی ابجد سے لے کر اسلام کے نظامِ حیات اور اس کے طریقِ انقلاب تک ہر پہلو سے انہیں تعلیم اور مشورے دینے چاہئیں۔ بلکہ اقتصادی لحاظ سے غیر معمولی توجہ کرنی چاہیے۔

------O------

تاجدارِ حرمؐ: از جناب اثر فاضلی۔ ناشر: ادارۂ فکر و نظر' ۱۰/A بلاک ایل' نارتھ ناظم آباد' کراچی۔ کاغذ سفید۔ صفحات ۳۱۲۔ مجلد مع رنگین گردپوش۔ قیمت ۶۰ روپے۔

عقیدۂ اتباعِ اسوۂ رسالتؐ اور جذبۂ حبِّ نبیؐ کے زیرِ اثر سیرتِ محمدیہؐ پر ہر سال کئی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ اور یہ اچھا ہے کہ نبیؐ آخر الزماں کے بارے میں بار بار لٹریچر نمودار ہوتا رہے۔ اثر فاضلی صاحب نے آیات و احادیث درج کرکے متعلقہ احوال و واقعات بیان کئے ہیں اور

بڑے اختصار سے سیرت کے مناظر پیش کر دیے ہیں۔ دراصل مؤلف نے "ابلیسیاتِ رُشدی" کو پڑھ کر قلم اٹھایا اور حضورؐ کی عائلی زندگی اور ازواج مطہرات پر جو خرافاتِ غیر راشدانہ سامنے آئیں ان کا رَد کرنے کے لئے "پردہ نشینانِ حرم" کے عنوان سے ایک مستقل باب قلم بند فرمایا جو ۱۷۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

امید ہے کہ ان کی خدمت کو قبولِ عام حاصل ہوگا۔

------O------

اسماعیل میرٹھی: از جناب حکیم نعیم الدین زبیری۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد سینٹر، ناظم آباد، کراچی۔ اچھے نیوز پیپر پر حسنِ طباعت کے ساتھ، ۲۲۷ صفحے کی یہ کتاب، ۲۵ روپے میں ملتی ہے۔ رنگین سرورق پر مولانا اسمٰعیل میرٹھی کی بڑی صاف تصویر ہے۔

"جاگو اور جگاؤ" کے طغرٰی کے ساتھ "نونہال ادب" کا شعبہ ہمدرد سینٹر نے اس لئے قائم کیا ہے کہ اس کے ذریعے بچوں کے لئے آسان، دلچسپ اور سستا لٹریچر شائع کیا جائے۔ بچوں کے وسیع حلقے میں دینی، علمی، معلوماتی، تفریحی، سائنسی، منظومات، ہر قسم کی سلیس کتابوں کی ضرورت ہے۔ اس عمر میں کہانیاں، اشعار، لطیفے بڑی اہمیت رکھتے ہیں، مگر بامقصد اہلِ قلم ان پیرایوں میں دینی اور سائنسی اور تہذیبی ہر طرح کی معلومات دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نو عمر قارئین کی کثیر تعداد کی مانگ پورا کرنے کے لئے ادارے اور مصنفین ناکافی ہیں۔ ایسے حالات میں "نونہال ادب" کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں جس کی طرف سے کئی نہایت ہی مفید اور مشہور کتابیں آچکی ہیں۔

مولانا اسمٰعیل میرٹھی بچوں کے شاعر تھے اور انہوں نے بڑی دلچسپ نظمیں لکھی ہیں جو بامقصد بھی ہیں، نری "ٹوٹ بٹوٹ" ہی نہیں ہیں۔ اس کتاب میں ۷۸ نظمیں ہیں جن میں سے آخری عنوان متفرق اشعار کا ہے۔

برسوں پہلے ہم نے بھی مولینا کی نظمیں پڑھی تھیں۔ اب اکا دکا مصرع یاد آجاتا ہے۔ مثلاً "اٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں" (صبح) یا "مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ۔ بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ"۔ اور "ایک لڑکی بگھارتی ہے دال۔ دال یوں عرض کرتی ہے احوال"۔ "خدا کی حمد" سے لے کر "ہوا اور سورج کا مقابلہ" "قوسِ قزح" "کیڑا" "مور اور ملنگ" "ایک جگنو اور بچہ" "چھوٹی چیونٹی" اور "تاروں بھری رات تک" رنگ برنگے مضمون دلچسپیاں لئے پڑھنے والے

بچوں کے منتظر ہیں۔ ہر نظم کے بعد مشکل الفاظ کے معنی درج کئے گئے ہیں۔

حکیم نعیم الدین زبیری صاحب نے تاریخی پس منظر بیان کرکے سمجھ دار بچوں کے لئے بہت مفید کام کیا ہے۔ انہوں نے کچھ باتیں الفاظ اور تلفّظ کی بھی کی ہیں۔

اندرونی سرورق کے دوسرے صفحے پر لکھا ہوا ہے کہ نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔ یہ بچوں کے لئے محبت و ہمدردی کا اچھا نمونہ ہے۔

بقیہ: امام ربیعؒ بن صبیح بصریؒ

۵۔ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۱۱۵

۶۔ کتاب الجرح و التعدیل ج ۱ ص ۲۶۵

۷۔ تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۲۴۸

۸۔ ایضاً

۹۔ کشف الظنون جلد ۱ ص ۴۲۳

۱۰۔ مقالات سلیمان جلد ۲ ص ۲

۱۱۔ شذرات الذہب جلد ۱ ص ۳۰۹

۱۲۔ شذرات الذہب جلد ۱ ص ۳۰۹